قسط ۲

اٹلی کی تہذیب پر اسلام کے اثرات

اسکندر باؤسانی

اسلامی طرز کے تصویری کام

جیساکہ پہلے ذکر کیا گیا ہے، اٹلی میں اہم ترین اسلامی طرز کی نقاشی پالرمو میں ALATINA کے گرجا کی چھت میں موجود ہے۔ یہ گرجا نورمن شاہی محل سے وابستہ تھا۔ اس کا ایک برج AN TOWER) شکل کے اعتبار سے شمالی افریقہ کے قصر المنار (QASR-AL-MANAR) کی نقل معلوم ہوتا ہے۔ یہ قصر المنار بنی حماد (BENI HAMMAD - گیارہویں صدی) کے قلعہ (ALA کا جزء ہے۔ اس گرجا کی تعمیر ۱۱۳۲ء سے ۱۱۴۰ء میں روجر دوم کے حکم سے ہوئی تھی۔ گرجا کی چھت کو نامعلوم مسلمان دستکاروں نے MUQARNAS اور علامتدار اور تمثیلی مصوّر سے آراستہ کیا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس موضوع پر الگ ایک تقریر کی جائے میں بیان کو یہاں محدود کرتا ہوں۔ تصویر میں طاؤس، کھجور اور بانہ کے علاوہ شکلوں کا مکمل دا دکھائی دیتا ہے جیسے ایرانی MINIATURE (چھوٹے پیمانہ کی تصویر) کا جاننے والا خوب ہے اور جسے ہم ایرانہ زندگی کا مستند اسلامی دائرہ کہہ سکتے ہیں۔

قالین اور تصویریں

بے شمار اسلامی کپڑے اور قالین دوسری چیزوں کے مقابلہ میں زیادہ آسانی کے ساتھ ایک سے دوسرے ملک میں پہنچ جایا کرتے تھے، اور غیر محسوس طور پر اثر انداز ہوا کرتے تھے۔ اُ کے گرجا گھروں کی فہرست تعلیقہ میں اسلامی طرز کے کپڑوں اور قالینوں کی بڑی تعداد اب دیکھی جا سکتی ہے۔ قالین کے اثر کی ایک اچھی مثال اناطولیہ کے ایک قالین نے فراہم کی ہے۔ قالین پندرھویں صدی تک مرکزی اٹلی کے ایک گرجا میں موجود تھا اور اب برلن کے عجائب خا زینت ہے۔ اس قالین کے زرد رنگ کی زمین پر اژدہا اور ایک خیالی پرندے ققنس (ENIX

بنی ہوئی ہیں۔ اس قسم کے قالین اور یہ طرزِ آرائش بقول ERADMANN چین اور
سے تیمور لنگ کے زمانہ میں اناطولیہ پہنچے۔ اس قالین کا موضوع اٹلی کی بے شمار تصویریں
والا ہے۔ ایک اچھی مثال فلورالنس کے SAN MARCO نام کے عجائب خانہ میں موجود
FRA ANGELICO کے ہنرمند ہاتھوں نے نقاشی کے پردہ پر اجاگر کیا ہے۔ TUSCANY
LUC اسلامی طرز کے کپڑوں کا مرکز تھا۔ یہاں سے اپنے ساتھ اسلامی نقش و نگار لئے ہوئے
دور دراز تک پھیل گئے۔ اکثر کپڑوں کے مشرقی نام اب تک باقی ہیں۔ عام TAFFETA
اٹلی کی نشاۃ ثانیہ (RENAISSANCE) اور قرون وسطی کی تجارتی کتابوں میں
AN کی FABBRICS اور CAMMOCCA یا CAMOCATO (ایرانی کمخواب)
SIGLA (ایرانی SAQALLAT/SAGLATUN)، CHELLA SILK
GHI گیلان) اور MASANDRONI-SILK (مازندرانی) اور دوسرے کپڑوں
درج ہیں۔ DANTE (INF XVII-13-48) نے شاندار نقش و نگار والے
ور ترکی کپڑوں کا ذکر تحسین کے ساتھ کیا ہے۔ اٹلی میں اعلیٰ درجہ کا کپڑا بننے کا مرکز پالرمو
TIRAZ تھا۔ سسلی سے منتشر ہو کر مسلمانوں کی آبادیاں GENOA، AMALFI، LUCCA
FLOR اور VENICE میں جا بسیں۔ اور ظاہر ہے کہ وہ اپنے ساتھ اپنا ہنر بھی ساتھ لیتی گئیں۔

مقدس رومی شہنشاہوں کا چغہ. COPE OF HOLY ROMAN EMPERORS

۱۱۳۴ء کا کلیسائی چغہ جو آجکل VIENNA میں موجود ہے تیرھویں صدی کے بعد سے مقدس
شہنشاہوں کی تاجپوشی کے موقع پر استعمال ہوتا تھا۔ یہ چغہ پالرمو کی مشہور نورمن مسلم
بافی کے کارخانہ میں بنا تھا۔ اس چغہ کے دامن (HEM) پر طویل عربی عبارت ہے جس میں
ہ کے لئے برکت کی دعا کی گئی ہے اور یہ عبارت: "سسلی کے پایہ تخت میں ۵۲۸ ہجری
بنایا گیا"۔ نقش ہے۔ اس صورت میں یہ حقیقت جسے کم لوگ جانتے ہیں، نمایاں ہو جاتی ہے کہ
اہم ترین اور مقدس ترین نشان پر عربی عبارت اور سال ہجری نقش ہے، جسے اٹلی میں مسلمان
وں نے بنایا تھا۔ اور جسے قرونِ وسطی کی عیسائی دنیا کی نامور ترین شخصیت کی تاجپوشی کے
ع پر استعمال کیا جاتا تھا۔ اس چغہ پر دو شیر بنے ہوئے ہیں، جنہیں ایک اونٹ کو ہلاک کرتے

دکھایا گیا ہے اور ان کے بیچ میں زندگی کا درخت اُگ رہا ہے۔ یہ حقیقت میں ایرانی تصور (MOTIF) ہے۔ عربی خط کی خوب صورتی نے اٹلی کے نقاشوں کو ایسا فریفتہ کیا کہ زبان نہ جاننے کے باوجود ایک زمانے تک عربی خطوط اٹلی کی نقاشی کو زینت بخشتے رہے۔ کوفی خطوط اور خاص طور سے الف لام والی عبارت جیسے زیادہ سے زیادہ پیچیدہ شکلوں میں پیش کیا جاتا تھا، زیادہ پسند کی جاتی تھی۔ ایک دوسرے سے ملے جلے ستاروں کی تصویریں جو ہم تیرھویں صدی میں ایران کے شہر "کاشان" کے بنے ہوئے پیالوں پر پاتے ہیں یا قرآن کی بعض جلدوں پر دیکھتے ہیں۔ پندرھویں صدی میں اٹلی میں کتابوں کی جلدوں پر نمودار ہوئے۔ ان کا وجود مشہور نقاش LEONARDO DA VINCI (۱۴۵۲ء - ۱۵۱۹ء) کی "چھ گرہیں" (SIX KNOTS) میں نمایاں ہے۔ مل کر بنے ہوئے ستاروں کے علاوہ دوسرے بے شمار آرائشی مضامین اٹلی اور یورپ والوں کو مسلمانوں سے ملے ہیں۔ مثال کے طور پر RUMI یا نوکدار نصف پتی (آم کی کیری کی شکل) جسے اکثر بیزے کی شکل میں نقاشی کرتے ہیں اناطولیہ یا ایران کی یادگار ہے۔ غیر طبعی جانوروں کی تصویریں جنہیں خالص آرائشی مقصد کے لئے استعمال کیا جاتا تھا اسلامی اثر ظاہر کرتی ہیں ABRUZZO کے BERNARDO DA TERAMO کے چودھویں صدی کے قلمی نسخہ میں انسانی سر والے درخت اور شاخوں کی تصویریں ہیں جس کا تعلق مشہور واقواق درخت سے ہے

وینس کے آرٹ پر مسلمانوں کا اثر

وینس کے آرٹ پر اسلامی اثر کا موضوع مفصل بحث کے لئے ایک کتاب چاہتا ہے۔ یہاں مختصر اس وسیع موضوع کے جزئیات میں داخل ہوئے بغیر کچھ عرض کیا جائے گا۔ PROCURATORIO N. S. MARCO (XII C) نام کے مجموعہ میں ایک چاندی کے صندوقچہ پر دو ایرانی مطربوں کی چنگ اور رباب بجانے کی حالت میں تصویر بنی ہوئی ہے۔ عراق، شام، ایران اور مصر کے کارخانوں میں بنی ہوئی فلزات کی چیزیں مغرب میں رہنے والوں کو حیرت میں ڈال دیتی تھیں۔ ان چیزوں میں برتن صندوقچہ، سینی، پیالہ، دوات اور گھڑے قابل ذکر ہیں۔ ان چیزوں کے کانسے کی سطح پر خوبصورت نقش و نگار کندہ کئے جاتے تھے یا تانبے، چاندی اور سونے کی مدد سے چپکا دیئے جاتے تھے۔

BENVENUTO CELLINI یورپ کی نشاۃ ثانیہ کے سب سے بڑے سنہار اور بت تراش نے

اس ہنر کا ذکر کیا ہے۔ فلزات پر کام کرنے والے مسلمان کاریگروں کی شہرت کو یہ حقیقت ظاہر کہ ان کی تکنیک اٹلی میں DAMASCHI - NATURA اور عجمی سے (AGEMI - NATURA سے آج تک مشہور ہے۔ پندرھویں اور سولھویں صدی میں ان چیزوں کی مانگ تمام اٹلی رخاص طور سے وینس میں تھی۔ اگر وینس اور مشرق کے درمیان قرون وسطیٰ کے ارتباط کو مدنظر تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ اس ارتباط نے وینس کی عمارتوں میں مغربی حقیقت پسندی (REALI اور مشرقی پچی کاری کے درمیان ایک توازن برقرار کر دیا ہے۔ اٹلی کے نشاۃ ثانیہ ماست پسند اجتماع کی بڑھتی ہوئی مانگ کو پورا کرنے کے لئے وینس فلزات کے مشرقی طرز کے کارخانوں یز بن گیا۔ مسلمان کاریگر ایران اور شام سے چل کر وینس پہنچے۔ ان میں بعض کے نام ان کے نظوں سے معلوم ہوتے ہیں۔ محمود الکردی ان سب میں زیادہ محنتی تھا۔ زین الدین، عمر، قائم ب اللہ بن علی مہرجانی اور علاؤالدین بیرجندی کے نام بھی قابل ذکر ہیں۔ اٹلی کے فن کاروں نے ی کے ساتھ اپنے مشرقی ہم پیشہ دستکاروں کی تقلید شروع کر دی اور دھاتوں (فلزات) کے رخانوں کی تعداد میں زبردست اضافہ ہوا اور ساتھ ہی اسلامی اور یورپی نشاۃ ثانیہ کے طریقوں امتزاج نے اس مشرقی ہنر کو نئے جلوؤں سے روشناس کیا۔ فلز کی بنی ہوئی چیزوں کا اطالوی نام AZZIMII یعنی AJAMI یا ایرانی ہے۔ اس زمانہ کی بنی ہوئی بہت سی چیزیں آج بھی یورپ رکا اور اٹلی کے عجائب خانوں میں موجود ہیں۔ اٹلی کے فلز کے ماہروں میں تین کا نام قابل ذکر ہے: GEOREIUS MANTUANUS اور NICOLO RUGGINO DA CORFU جس نے ۱۵۵۰ء میں ایک شاندار پلیٹ بنائی جو VIENNA میں موجود ہے۔ تیسرا کاریگر مشہور TRIVULZIO کے صندوقچہ کا خالق ہے جس نے اپنی تخلیق پر PAULUS AGEMINIUS FACIEBAT کا دستخط کرکے اس آرٹ کے نادر نمونہ پر اطالوی نام PAULUS کے ساتھ ہمیشہ کے لئے "عجمی" کی صفت کا اضافہ کر دیا ہے۔

جنوبی اٹلی کے فن معماری کی خصوصیات

جنوبی اٹلی کے شہروں میں RAVELLO ، ITRI اور CASERTA VECCHIA پر ایک طائرانہ نظر ہی کافی ہے کہ آدمی وہاں کے فن تعمیر کی اسلامی خصوصیات کا معتقد ہو جائے CITTA

DI CASTELLO میں وہاں کے بڑے پادری (BISHOP) کے لئے بنی ہوئی عرب۔ مغربی (ARAB-MEGHREBINE) طرز کی کرسی، فلورانس کے S. MINIATO ALLA MONTE کے گرجا کے فرش کی پچی کاری CALABRIA کے بعض گرجا گھروں کی استر کاری اور PISA کے CAMPS SANTO میں فاطمی طرز میں کالنسہ پر بنے ہوئے افسانوی جانوروں (GRIFFINS) کی صورتوں کا شمار سولہویں صدی کے اسلامی آرٹ کے شاہکاروں میں ہونا چاہیئے۔ اسی صدی میں اسلام اور ایشیا کے متعلق یورپ کے رویہ میں ایک ناگوار تبدیلی ہوئی۔ خوش قسمتی سے اس تبدیلی میں اٹلی کا حصہ بہت کم ہے۔ میرا اشارہ نوآبادیاتی (COLONIAL) استعمار کی طرف ہے جس کے مقابلہ میں صلیبی جنگوں کے زمانہ کی چھڑ بیں چھپے رشتہ داروں کی داخلی عداوتیں معلوم ہوتی ہیں پہلے مشرق کے ہنر اور فن کے لئے یورپ میں احترام اور تحسین کا جذبہ ہوتا تھا اور اب یورپ نے فنی حیثیت سے ایشیا پر اپنی برتری کا احساس کرنا شروع کر دیا۔ ہم اس بحث کو ناگوار حد تک آگے بڑھانے کے بجائے قرون وسطیٰ کی برادرانہ رقابت کے سنہرے دور کی طرف واپس ہوتے ہیں۔

فنون اور ہنر پر اسلام کا اثر

سائنس کے مختلف مضامین میں خاص طور پر TECHNOLOGY (فن) میں اسلامی اثرات نمایاں ہیں۔ میں اپنے مقالہ کے اس حصہ کو ایک حکایت سے شروع کروں گا۔ ایک اطالوی ڈاکٹر اور مستشرق پروفیسر TOMMASE SARNELLI ایک مرتبہ یمن گئے جہاں ان کی ملاقات ایک بوڑھے حکیم سے ہوئی جس کے پاس مرض کی تشخیص اور دواؤں کی تجویز میں رہنمائی کے لئے ابن سینا کی کتاب القانون فی الطب (AL-QANUNFIT-TIBB) تھی۔ آپ کے خیال میں یہ مستند عربی کتاب کہاں چھپی ہوگی؟ یہ کتاب روم میں STAMPERIA MEDICEA میں ۱۵۹۳ء میں چھپی تھی۔ بہت کم لوگوں پر یہ حقیقت ظاہر ہے کہ ابن سینا کی یہ کتاب دنیا میں پہلی بار روم میں چھپی تھی[1] سب جانتے ہیں کہ قرون وسطیٰ میں اور اس کے بعد اٹھارھویں صدی تک حکیموں اور طبیبوں کے لئے یہ مستند ترین کتاب تھی۔ اگر ہم قبول کریں کہ جدید سائنس کی روح قرون وسطیٰ کے افکار کی ذہنی تقسیم بندی

---

[1] اس کتاب کا ۱۹۵۳ء کا مطبوعہ نسخہ ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی کے کتب خانے کی زینت ہے۔

پر (EXPERIMENT) کے برخلاف تجربہ (ABSTRACT CLASSIFICAT
ر جدید طبیعیات (PHYSICS) اور ریاضیات (MATHEMATICS) کی بنیاد عربی
ں (ARABIC NUMERALS) اور الجبرا (ALGEBRA) پر ہے تو ہمیں چاہیئے کہ جدید
ں کی ہمنوائی کرتے ہوئے قبول کرلیں کہ یورپ نے اپنے علمی تمدن (SCIENTIFIC
CIVILIZAT) کی بنیادوں کو اسلامی تہذیب کی فراہم کردہ معلومات پر استوار کیا ہے۔
ایں خدائے مطلق کے عقیدہ نے اوہام، جادو اور باطل پرستی کو ہمیشہ کے لئے مردود قرار دے
زوں کی ماہیت پر بغیر کسی تعصب اور محدودیت کے غور و خوض کرنے کا موقع فراہم کیا ہے۔
سلامؐ کا قول "حکمت کی جستجو کرو اگرچہ اس کا وجود چین میں ہو" SEARCH FOR
(SCIENCE, EVEN IF IT BE IN CHI اس موضوع کو روشن طور پر آشکار کر
ہے۔ بہرصورت یہ حقیقت ہے کہ اسلام کے سب سے بڑے طبیب رازی (وفات ۹۲۵ء)
یورپ کی طبی سائنس کو اور اطالوی طب کو خاص طور پر پانچ صدیوں تک متاثر کیا ہے۔ ابن زہر
(AVENZOAR = IBN-ZUH (وفات ۱۱۶۲ء) کی کتابوں کے ترجمے باعث ہوئے کہ
حی کو دواسازی سے الگ ایک علم تسلیم کیا جائے۔ اس زمانہ میں آنکھوں کے ماہر مسلمان طبیب
(OCALIST) آنکھوں کے معالجہ کے سلسلہ میں مستند رسالے لکھا کرتے تھے۔ جن کی برابری یورپ
ارھویں صدی تک نہ کرسکا۔ MEYERHOF نے بتایا ہے کہ تیرھویں صدی میں قاہرہ اور دمشق
، رہنے والے ایک عرب سائنس دان ابن النفیس (IBN-AN-NAFIS) نے پہلی بار یورپ
وں سے صدیوں پہلے خون کی (SMALL PULMONARY CIRCULATION) گردش
انکشاف کیا تھا۔ اس موضوع پر ابن النفیس کی کتاب کو اٹلی کے الپاگو (ALPAGO) نے چودھویں
صدی میں لاطینی میں ترجمہ کیا جو ۱۵۴۷ء میں وینس میں چھپی۔ دسویں صدی میں البیرونی (AL-BIRUNI
وفات ۱۰۵۰ء) نے مختلف مادوں کے خاص اوزان (SPECIAL WEIGHTS) پر تجربہ کیا اور
نتیجہ حیرت انگیز حد تک آج کے یورپی ماہروں کے حاصل کئے ہوئے نتیجہ سے قریب تر ہے۔ نویں صدی
یں عباسی خلیفہ المامون کی زیر سرپرستی علم ہیئت کے ماہروں کے ایک گروہ نے دائرہ نصف النہار
لی پالمیرہ (PALMYRA) کے مقام سے پیمائش کی۔ نتیجہ ۸۵ر۱۱۱ میٹر تھا۔ جس کا فرق جدید اور

حساس آلوں کی مدد سے حاصل کئے ہوئے نتیجہ سے صرف ۷۷۸ میٹر کا ہے۔ میں یہاں اس طویل بحث کو نہیں چھیڑوں گا کہ کس طرح مسلمانوں نے ASTROLABE کی تکمیل کی جس کا استعمال اٹلی کے ملاح کرتے تھے۔ لیکن مختصر طور پر اسلام کے ایک بڑے عطیہ کی طرف اشارہ کروں گا جو جدید الجبرا کی تخلیق اور عربی عدد کا رواج ہے۔ AL-KHUWARIZMI نے الجبرا کے پھیلاؤ اور عربی اعداد کی تکمیل میں دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ کوشش کی تھی۔ اور ہمارا اٹلی کے باشندے LEONARDO FIBONACCI DA PISA (۱۱۷۰ء۔۱۲۳۰ء) نے اپنی کتاب LIBER ABACI کے ذریعہ اس علم کو تمام یورپ میں منتشر کر گیا۔ LEONARDO کی تعلیم الجزائر کے شہر BUJAYYA (BUGIA) میں ہوئی تھی۔

جغرافیہ کی ترقی

نقشہ جات تیار کرنے کے فن کے سلسلہ میں الادریسی (AL-ADRISI) کا نام جس نے ۱۱۶۶ء میں اٹلی کے شہر پالرمو میں وفات پائی ہمیشہ زندہ رہے گا۔ اس جغرافیہ دان کی کتاب سسلی کے بادشاہ روجر کے احترام میں "کتاب روجر" کے نام سے مشہور ہے۔ اس کتاب کی برتری قدیم اور قرون وسطیٰ میں جغرافیہ پر لکھی ہوئی تمام کتابوں پر مُسلّم ہے۔ مؤلف نے کتاب میں جن نقشوں کا استعمال کیا ہے ان کی صحت بے مثال ہے۔ جس زمانہ میں "MIRABILA" جیسی بے فائدہ کتاب یورپ میں لکھی جا رہی تھی مسلمان سائنس دان مشکل اور دقیق مسئلوں کو حل کیا کرتے تھے۔

یورپ میں اسلامی سائنس

یورپ میں مسلم سائنس کا اثر خاص طور سے اطالوی مترجموں کے ذریعہ سے پھیلا تھا۔ یہاں اتنا نشان دہی کافی ہے کہ TOLEDO کے مکتب کا کامیاب ترین مترجم HERARDO DA CREMONA اٹلی کا باشندہ تھا۔ اس مترجم کی کاوش کا نتیجہ تھا کہ یورپ والوں کی دسترس مندرجہ ذیل کتابوں تک ہو سکی۔

PTOLEMY کی کتاب ALMAGEST، IBN-AL-HAITHAM کی کتاب (OPTICAE THESAURUS) اور AL-FARGHANI کی علم ہیئت کی کتاب AN-NAZIRI کی اقلیدس (EUCLID) پر شرح AL-KHUWARIZMI کا الجبرا اور

وہ دواسازی، علم نجوم، ریاضیات اور فلسفہ پر ستر سے زیادہ رسالے۔ سسلی کے
s بادشاہوں کے دربار کے تمام مترجم اطالوی تھے اور اسی طرح سالرمو کے مشہور طبی مدرسہ
(SALERMO MEDICAL S) میں جس پر عربوں کے طبی افکار کا زبردست اثر
استنان کے مطابق اس مدرسہ کی بنیاد قرون وسطیٰ کے ایک نامعلوم سال میں چار معلموں
نے کی، جن میں ایک لاطینی، دوسرا یونانی، تیسرا یہودی اور چوتھا اسلامی مذہب سے
تھا۔ یہ مدرسہ نورمن اور سوابیئن دور میں ترقی کی منازل طے کرتا رہا۔ اس مدرسہ نے
یورپ میں علمِ طب کو متاثر کیا اور عرب کے گہرے اثرات کا نمونہ تھا۔

...پر اسلام کا اثر

MONNERET DE VILLA اور CERULLI کی تحقیق ثابت کرتی ہے کہ اطالوی
تخلیق DIVINE COMEDY میں اسلامی ادبیات سے متاثر ہے۔ کتاب المعراج
(BOOK OF STAIR) میں پیغمبر اسلامؐ کی معراج اور بہشت و دوزخ کی سیر
...ات کا ذکر آیا ہے۔ "دانتے کے زمانہ میں اس کتاب کے دو ترجمے ایک لاطینی میں اور
...یم فرانسیسی میں موجود تھا اور "دانتے" کو یہ دونوں زبانیں آتی تھیں (DIVINE COMEDY
...سی چیزیں کتاب المعراج کے اثر کی تصدیق کرتی ہیں۔ لیکن "دانتے" پر اسلامی اثر نہیں ختم
...وتا ہے۔ ارسطو اور افلاطون کے فلسفہ کا امتزاج جس نے "دانتے" کی روح اور کتابوں کے
...ادفراہم کیا تھا، مسلمانوں کے بغیر وجود میں نہ آتا۔ اٹلی کے مفکر ST. THOMAS
AQUI... نے مسلمان فلاسفہ کے ذریعہ جو علم حاصل کیا تھا اسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ہے۔
ST.THO... نے مسلم فلاسفہ سے بحث کے سلسلہ میں ایک کتاب (THE SUMMA
CONTRA GENTI...) لکھی تھی۔ دو پہلوانوں کے ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہونے کی
...روحانی اور علمی کشمکش میں علماء کا ایک دوسرے کے افکار سے متاثر ہونے کا امکان رہتا ہے۔ دراصل
NEW-PLATONIC ARISTOTELIANI... کے موجد مسلمان مفکرین تھے جس میں
...سینا کا حصہ بہت اہمیت رکھتا ہے۔ اگرچہ "دانتے" مجبور تھا کہ ابن سینا کو کافر خیال کرے
...اپنی کتاب (DIVINE COMEDY) میں اسے دوزخ میں ڈالنے کے بجائے صلاح الدین

الوبی اور ابن رشد کے ساتھ ایک دوسرے مقام میں رکھا ہے۔ یہ حقیقت کتنی معنی خیز ہے کہ
مسیحی فلسفی ST. THOMAS کے استاد ALBERT OF COLOGNE پیرس کی یونیورسٹی
میں ارسطو پر لکچر دینے کے لئے اپنے سامعین کے سامنے اسلامی لباس میں ظاہر ہوا۔ ابن رشد
(AVERROES) کو اٹلی میں عربیت (اسلام) کا نشان سمجھا جاتا تھا اور بعض اوقات ERROIST
(جن کا تعلق ابن رشد کے مکتب سے تھا) اور ایک عرب میں تمیز مشکل معلوم ہوتی تھی۔ تعجب کا مقام
ہے کہ اس نامور فلسفی کے اثرات اسلامی ملکوں میں بہت کم ملتے ہیں۔ جبکہ اس کے برخلاف اٹلی
AVERROIST مکتب فکر آزاد فکری کی علامت تھا۔ اس مکتب کا مشہور ترین مرکز ADUA
یونیورسٹی تھی۔ یقیناً اس مکتب کی آزادی فکر کا اصول یورپ میں علمی رنائسنس یا ذہنی نشا
میں بے تاثیر نہیں رہا ہے۔ اس طرح اسلامی فلاسفہ نے دو صورتوں میں اٹلی کے افکار کو متاثر
ابن سینا کے فلسفہ کو اٹلی کے مذہبی گروہ نے اپنایا جس میں ST. THOMAS کا نام کافی ا
رکھتا ہے۔ اس فلسفی کو ابن سینا کے بغیر تصوّر بھی نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اٹلی کے اس زمانہ کے ن
پسندوں (LIBERAL) کے گروہ نے ابن رشد کے فلسفہ سے اپنا رشتہ جوڑا تھا۔

نتیجہ

بحث کافی طویل ہو چکی ہے اور وقت آ پہنچا ہے کہ تطویل سے گریز کرتے ہوئے اسے یہا
کیا جائے۔ ممکن ہے کہ سوال کیا جائے کہ اگر اسلام نے اٹلی اور یورپ کی تہذیب کو قرون وسطیٰ ا
رنائسنس (نشاۃ ثانیہ) کے زمانہ میں اس وسیع حد تک متاثر کیا تھا تو کیا وجہ ہے کہ تمام اثرات
والے زمانہ میں محو ہو گئے؟ جواب آسان ہے جیسا کہ قبل ازیں اشارہ کر چکا ہوں کہ اسلام کی روح
میں عربی (WESTERN) ہے۔ اس نے جدید تہذیب کو یورپی شکل میں نمودار کرنے میں مؤثر
کے بعد ایک چھوٹی سی عقب نشینی کی ہے۔ اور یہ مرموز عقب نشینی بقول علامہ اقبال ...."
تصوّف کی طرف ہوئی ہے اور نتیجتاً ٹھوس وحدانیت کے بلند ترین نتائج آنکھوں سے اوجھل
ہیں۔" آج ایک طرف نئی تہذیب ہے جو ایٹمی دور میں داخل ہو کر تیزی کے ساتھ ترقی کرتی ہوا
کو بدلتی جا رہی ہے۔ دوسری طرف قدیم ہندوانہ رہبانیت کی تارک الدنیا بنانے والی تہذیب ہے
کی نظر میں کائنات میں جو کچھ ہے وہ اسی زمین پر مادّہ کی صورت میں موجود ہے۔ میں محسوس

--

ہذیبوں کے درمیان مسلمانوں کے بہترین نمائندوں نے اپنی کتابوں میں فیصلہ مغربی تہذیب
ہیں دیا ہے ۔ اس مغربی تہذیب پر آپ کا اتنا ہی حق ہے جتنا ہمارا ہے اور گنجائش اس بات
یورپ والے اب بھی اسلام سے "کچھ" سیکھیں۔ یہی کچھ" باعث ہوا کہ مشہور فرانسیسی مستشرق
MASSIG نے اعلان کیا تھا کہ" اسلام سے میری محبت کا کرشمہ ہے کہ میں نے مسیح اور مسیحیت
ہ دریافت کر لیا ہے۔" میرا مطلب ہے کہ مذہبی روح بیدار ہو کر ہمیں دیوانہ وار اور مجذوبانہ
ے خطروں سے آگاہ کر کے توحید کی مادی ترقی اور زندگی میں ایک تناسب قائم کرنے میں مددگار
ی ہے۔ وحدانیت کا جوہر ہمیں بت پرستی کے خلاف جو ایک دائمی خطرہ کی صورت میں موجود
سیاب جدوجہد کی ہمت عطا کر سکتا ہے اور سب سے اہم بات یہ کہ ہمیں تہذیبی اتحاد کا احساس
تا ہے۔ وہ پاک اتحاد جو حرم کی طرح مقدس ہے ۔ اقبال نے یورپ کو اس اتحاد کے کھو دینے پر
شعار میں ملامت کی ہے :

عرب کے سوز میں ساز عجم ہے + حرم کا راز توحید امم ہے
تہی وحدت سے ہے اندیشۂ غرب + کہ تہذیب فرنگی بے حرم ہے

بقیہ : فہرست مخطوطات

ے ایسے امراض کا ذکر ہے جو بہت ہی تکلیف دہ ہوتے ہیں ۔ مگر علاج صحیح ہو تو فوراً شفا ہو
جاتی ہے ،کتاب کا موضوع ہے " فوراً شفاء" اس لئے کتاب کا نام " برء ساعة " رکھا گیا۔
کتاب بہت مشہور ہے ۔ ۱۹۰۳ء میں بیروت میں ، ۱۹۲۷ء میں قاہرہ میں چھپ
چکی ہے۔
زیر نظر نسخہ سویلفی بن احمد العدوی کا لکھا ہوا ہے۔ تاریخ کتابت ۱۸ رجمادی الاول ۱۳۱۴ھ
یعنی کتاب کی پہلی طباعت سے سات آٹھ سال پہلے کا لکھا ہوا یہ نسخہ ہمارے پاس موجود ہے۔
کاتب تعلیم یافتہ ہے ۔اس لئے نسخہ میں فاحش غلطیاں بہت کم پائی جاتی ہیں ۔